یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شایع ہوتا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۱

THE AHL-I HADIS. AMRITSAR

لہ الحمد

اہلحدیث

جلد (۲) نمبر (۸)

امرتسر ۲۲ شوال المکرم ۱۳۲۲ ہجری مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۰۴ء جمعہ مبارک

اغراض اخبار ہذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے ..	عـ۱۰
والیان ریاست سے ..	ـــ
رؤسا و جاگیرداروں سے ..	للعہ
عام خریداروں سے ...	۱۲/

قیمت ہر حال پیشگی آنی ضروری ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔ بیرنگ ڈاک واپس

تا مہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی۔ اشتہارات کی بابت بذریعہ خط و کتابت بتصحیح فیصلہ ہو سکتا ہے جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مطبع ہونی چاہیے۔ بمبر چٹ ہر خریدار کو لکھنا ضروری

امرتسر کمیٹی میونسپل الیکشن

قابل توجہ گورنمنٹ

عزیزو! ممبری کا بارہ آفت اور آئی ہے
الیکشن ہونیوالا ہے دوہائی ہے دوہائی ہے

الیکشن کیا ہے؟ پہلے ہم اپنے ناظرین کو اس کی تشریح بتلا دیں۔ الیکشن کے معنی انتخاب کے ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے بغرض ہمدردی یہ قانون جاری ہے کہ جس جگہ کی آبادی... پانچہزار یا پانچہزار سے زیادہ ہو وہاں کے لوگ اپنے میں

ahmadimuslim.de

سے ممبر منتخب کریں جن کی میعاد تین سالہ ہوتی ہے۔ یعنی ہر
سہ سالہ بعد از سر نو انتخاب ہوتا ہے۔ جتنے ممبر رعایا منتخب کرتی
ہے ان کی تعداد بھی گورنمنٹ کیطرف سے ہر ہر شہر کی آبادی
کے لحاظ سے مقرر کیجاتی ہے (اس سے نصف گورنمنٹ
کیطرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ رائے دہندگان کی حیثیتیں مختلف
ہوتی ہیں امرتسر میں اب کی دفعہ یہ حیثیت ہے کہ یا تو مبلغ چار روپیہ
کرایہ کے مکان کا مالک ہو یا چار روپیہ کرایہ دیتا ہو۔ بعد انتخاب
کے کل سیاہ سفید کے مالک یا ذمہ وار رعایا کیطرف سے وہ
ممبر ہی ہوتے ہیں جو ہی احکام سے ملتے ہیں وہی عرض معروض
کرتے ہیں۔ جو کچھ دریافت کرنا ہوا نہیں سے کیا جاتا ہے۔
خیر یہ تو الیکشن کا ایک عام قاعدہ ہے۔ ہم نے یہ دیکھنا یا دکھانا
ہے کہ کیا جن اصولوں اور فائدوں پر الیکشن کی بنا ہے۔
وہ رعایا ہند کو حاصل ہی ہیں یا نہیں؟ جس کا جواب بڑی تحقیق
اور کامل ثبوت کے بعد یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔

کیوں نہیں؟

اس لئے کہ رعایا میں قابلیت نہیں۔ باوجودیکہ ہر سہ سال بعد
یہ ہنگامہ قائم ہوتا ہے۔ جو ہر قصبہ اور شہر میں اسکی آبادی کی حیثیت
سے مثل ہنگامہ محشر کے ہو جاتا ہے۔ ہزارہا روپیہ کا خرچ
ہوتا ہے سینکڑوں آدمیوں کو ضرب اور ضرر شدید پہونچتی ہے
مگر نتیجہ کیا۔ ٹائیں ٹائیں فش۔ عموماً رعایا کو خبر نہیں کہ ہمارے اس
ہرجہ کی کیا قیمت ہے بلکہ وہ اس کو اپنے لئے ایک وبال جان
سمجھتے ہیں۔ کیوں؟ کچھ تو اس لئے کہ انکو اس کے نفع
نقصان کا علم نہیں۔ آج تو اس کا کبھی نفع پہونچتا ہی نہیں
کچھ اس لئے کہ ممبران کمیٹی دو تین مہینے پہلے ان سے منت
خوشامد نذر و نیاز شروع کر دیتے ہیں۔ وہی علاقہ جو
ممبران کی زیارت کو ترستا رہتا ہے قریب الیکشن ایسا
خوش قسمت ہو جاتا ہے۔ کہ ایک ممبر کیا۔ تمام ممبران
کمیٹی تھوڑے بڑے سب کے سب مع اپنے حوالی موالی
کے چکر کاٹتے پھرتے ہیں۔ کہیں دعوتیں پک رہی ہیں
کہیں پوری حلوہ اڑ رہا ہے۔ کہیں گارڈن پارٹی (باغ سیر)
دیجاتی ہے۔ کیوں؟ ہرچہ عنایت ہو! ہم اس میں ممبران کمیٹی
کو ناقابل نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ تو اعلیٰ درجہ کی قابلیت رکھتے ہیں
جو تھوڑی سی محنت سے کام نکال لیجاتے ہیں۔ لیکن ناقابل
ہیں تو ووٹر ہیں جنکو یہ ہی خبر نہیں کہ ان کی ممبری ہمارے
ہی بنانے سے ہوتی ہے۔ اگر ایک روپیہ کا مقدمہ ہو۔ تو
اس کے لئے وکیل اور مختار کرتے ہوئے سو دوستوں سے
مشورہ کرتے ہیں اس کی کارگذاری دیکھتے اور تحقیق کرتے
ہیں اگر معلوم ہو جائے کہ وکیل صاحب فیس لیکر پیروی
اچھی طرح نہیں کیا کرتے یا نوآموز ہیں تو مختار نامہ دیکر پھر اس
سے لیتے ہیں مگر ممبری کی وکالت جو ایسی ضروری ہے کہ
تین سال تک گویا عقد نکاح ہے۔ اس کے لئے کسی لائق
نالائق۔ کار آزمودہ۔ ناآزمودہ۔ پیروکار۔ ناپیروکار کا کوئی خیال
نہیں کیا جاتا ہے۔ ولایت میں یہ حال ہے کہ ہر ایک قوم
اور پیشہ ور اپنا اپنا ممبر ملکر مقرر کرتے ہیں اور اس ممبر سے
اپنی خیر اندیشی اور بہتری کے پختہ وعدے لیکر اس کے
حق میں رائے دیتے ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ تمام مدت
اس کے گلے کا ہار ہوئے رہتے ہیں۔ کیا مجال کہ کسی معاملہ
میں کبھی سستی کر جائے یا ان کے حقوق کی نگرانی نہ کرے۔
اگر ایسی لغزش اس سے ہو تو اسی وقت اس کو نوٹس دیا
جاتا ہے کہ تم نے ہمارے فلاں کام میں غفلت کی ہے
لہذا تم ہمارے وکیل نہیں۔ کیوں نہ ہو زندہ قوموں کی
یہی شان ہے۔ بخلاف ہمارے ہندوؤں کے کہ ایسے
بیچارے بلاؤں پر صابر شاکر ہیں کہ اف کرنا تو جانتے ہی
نہیں۔ خصوصاً اہالیان پنجاب۔ بالخصوص ساکنان امرتسر
میونسپل کمیٹی کے بڑے بڑے کاموں میں سے ایک دو
کام ہم مثالاً بتلاتے ہیں۔ سب سے اول کام کمیٹی کا
صفائی ہے۔ یہ اسکا ایک ایسا ضروری کام ہے۔ کہ

ahmadimuslim.de

اسی کام کی وجہ سے اُس کا نام میونسپل کمیٹی تجویز ہے۔ مگر اسی کام کی یہ کیفیت ہے کہ امرتسر جیسا آباد شہر جو تجارت کے لحاظ سے پنجاب کا صدر مقام ہے بقول معترض وکیل ایسا گندہ ہے کہ دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ ملازمان صفائی ہیں کہ صاحب بہادروں کیطرح بازاروں کا چکر لگا کر سیر کرتے ہوئے دورہ ختم کر جاتے ہیں۔ کوچوں میں جہاں کہ بہ نسبت بازاروں کے زیادہ صفائی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بازاروں میں روشنی زیادہ۔ دھوپ زیادہ۔ ہوا کی آمد و رفت زیادہ۔ آنے جانے والے لوگ ایک ہی نہیں مختلف ہوتے ہیں۔ برخلاف اسکے گلیوں کی حالت بالکل ردی۔ گھروں میں رہنے والی مستورات ایک ہی مقام پر رہنے والی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں کھیلتے پھرتے ہیں۔ مگر صفائی کا یہ حال ہے کہ بالکل ہی صفا۔ ڈھیروں کے ڈھیر دنوں ہفتوں مہینوں لگے رہتے ہیں کوئی اُٹھانیوالا ہی نہیں۔ نالیوں کو صاف کرتے ہوئے سقے کا ہونا تو گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔

ہمارے دفتر کے پیچھے کی جانب ایک بڑی نالی ہے جس کی صفائی کے لئے ہر چند ہم نے ملازمان صفائی کو کہا۔ مگر نہ ہونی پائی۔ یہ لوگ وہیں ہی گذرتے رہے۔ کبھی مہتر ہے تو سقا نہیں۔ سقا ہے تو منشی نہیں۔ لاچار اُس طرف کی کھڑکی بند کردی۔ سڑکوں کی یہ کیفیت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کسی نے اُن کو بنایا ہی نہیں۔ جس کسی کو شبہ ہو وہ ہمارے پاس آوے۔ ہم فوراً اس کو یہ کیفیت دکھادیں گے۔ یا وہ خود ہی کٹڑہ سفید۔ قلعہ۔ کٹڑہ کرم سنگھ وغیرہ میں جا کر دیکھ لے۔ بارش تو ایک بڑی نعمت ہے جس کے وجود پر کل دنیا کا سہارا ہے۔ اہالی امرتسر جب اس بارش کے بعد سڑکوں پر چلنے سے تکلیف اُٹھاتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ خدایا! اور نہیں تو شہر میں تو بارش کبھی نہ ہوا کرے۔ روشنی کا یہ حال ہے کہ ڈھاب کھٹیکان۔ بیدوں کا چوک۔ کٹڑہ سفید۔ کملوؤں کا بازار۔ کٹڑہ حکیمان۔ کرم سنگھ وغیرہ محلوں میں رات کو وقت کوئی کسی کی پگڑی اُتار کر لیجاوے۔ تو پتہ نہ ملے۔ اسی لئے پچھلے دنوں شب کے ۸-۹ بجے کے درمیان ہمارے محلہ میں سر بازار ایک ہندو لڑکے نے اپنے رقیب کا چھرے سے کام تمام کردیا۔ اور بھاگتا چلا گیا۔ کسی کو پتہ نہ لگا۔ ہاں جہاں ممبروں کے مکان ہوں یا گھوڑوں کے طویلے ہوں وہاں روشنی اچھی خاصی ہوتی ہے۔ ہم سے کوئی پوچھے تو ہم ثبوت دیں۔ تو کیا یہ سب واقعات ممبروں سے مخفی ہیں؟ کیا ممبران کمیٹی اپنے اپنے علاقوں میں یومیہ نہیں تو ہفتہ وار سوائے ایام الیکشن کے گشت لگا کر حالات بچشم خود ملاحظہ کرتے ہیں؟ وہاں کے لوگوں کی شکایات سنتے ہیں۔ اُن پر غور کرتے ہیں۔ اچھا اگر کرتے ہیں تو ہر ایک ممبر کا فرض ہے کہ اپنی اپنی سہ سالہ خدمات کی فہرست شائع کریں۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ شہر کا صدر ہال بازار بیشک نسبتاً صاف ستھرا ہے۔ اُس کی سڑک بھی اچھی بنی ہوئی ہے۔ اُس میں روشنی کا بھی کافی انتظام ہے۔ مگر کیا یہ انتظام اس لئے ہے کہ وہاں ممبران کمیٹی نے کوئی انتظام کردیا ہے۔ نہیں۔ بلکہ اُس لئے کہ وہ گذرگاہ صاحب بہادران ہے۔ ممبران کی قابلیت اور حسن انتظام کو اس میں دخل نہیں۔

ابھی تک تو ہم نے بالخصوص کسی ممبر کا نام نہیں لیا۔ اور اصل یہ ہے کہ لیں بھی کس کس کا۔ جب کہ سب ایک ہی سے ہیں۔ تاہم اگر ضرورت ہوتی۔ تو نام بنام بتلادینگے اور ممبران کو نہیں۔ پبلک کو ان ممبران کی غفلت پر متنبہ کرینگے سردست بس

گورنمنٹ کے حضور

بادب التماس کرتے ہیں۔ کہ جب کہ سالہاسال کا تجربہ بتلا رہا ہے کہ رعایا ہند میں ابھی تک وہ قابلیت پیدا نہیں ہوئی جس سے وہ اپنے بھلے برے کو سمجھ سکیں اور اپنے دوست دشمن کی تمیز کرسکیں تو وہ انتخابات جو رعایا کو

انگلستان کو دیئے گئے ہیں جن سے وہ اپنے فوائد کثیرہ حاصل کرتی ہے۔ اور کرنے کے اہل پلیئو وسیع دست و ستنگ گو گورنمنٹ کی مہربانی کا ثبوت تو ہوتا ہے۔ مگر اس کی مثال بالکل وہی ہے کہ کوئی والدہ شفیقہ اپنے بچہ کی عاشق صادقہ اس کی شیرخواری کی حالت میں جو ہنوز ہند دونوں کی عمر کا ہے۔ پلاؤ زردہ نکال کر اس کے آگے رکھدے وہ اگر نہ کھائے تو اس کا نتیجہ کہو کہ حلق سے نیچے اُتار دے۔ تو کون نہیں جانتا کہ بجائے اس کے کہ یہ ثقیل غذا بچہ کو تنومند کرے اُلٹا اسکو کمزور کردیگی بلکہ اس کی زندگی محال ہو جائے گی۔ سو یہی حال رعایائے ہند کا ہے۔ ان میں ابھی تک قابلیت ہی نہیں کہ ممبر کسکو بنایا جاتا ہے اور اس کے فرائض کیا ہوتے ہیں۔ اور ان میں غفلت کیا ہوتی ہے جبھی تو ممبران کمیٹی اُن کو نالائق سمجھ کر اپنا انتخاب خود کرلیا کرتے ہیں جو گورنمنٹ کے منشا کے صریح خلاف ہے جس کا نام صلح رکھا جاتا ہے پچھلے الیکشن میں مسلمان آٹھ ممبروں سے ایک امیدوار زیادہ تھا یعنی کل نو تھے جبکہ الیکشن ہو کر آٹھ ممبر نامزد ہونے تھے۔ اس لیئے ایک کے کم کرنے کے لیئے مولوی احمد اللہ صاحب کو بعد منت راضی کیا گیا۔ کہ آپ اپنی درخواست واپس لے لیں مولوی صاحب موصوف کے موکل اسی مجلس مصالحت میں جو میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کے مکان پر تھی للکار کر کہہ رہے تھے کہ ہم اس انتخاب سے راضی نہیں ہم اپنے ممبر کا الیکشن کرائیں گے۔ مگر تحصیلدار صاحب وغیرہ معززین کے لحاظ سے یہ کل کارروائی کی گئی۔ اور مولوی صاحب کو اس شرط پر راضی کیا گیا کہ آئندہ کو جب کوئی جگہ نکلی سرکاری ہو یا انتخابی آپ کا حق ہوگا۔ چنانچہ اثنائے مدت میں مولوی صاحب سے تو یہ وعدہ پورا کیا گیا۔ مگر اُن کے دو تین اور موکلوں کی حق تلفی کیوں ہوئی۔ اس لیئے کہ ممبران کمیٹی رعایا کو ناقابل جان کر باہمی انتخاب کر لیتے ہیں۔ جس کا نام مصالحت رکھتے ہیں۔ تعجب ہے گورنمنٹ بھی ایسی مصالحت کو جو منشا انگریزی کے بالکل خلاف ہے۔ منظور فرمالیتی ہے۔ چونکہ یہ امر محقق ہو چکا ہے۔ کہ رعایا میں الیکشن کی قابلیت نہیں۔ اور نہ ہی ممبران کمیٹی کا موجودہ رویہ ان کو کبھی قابل بننے دیگا۔ اس لئے گورنمنٹ کی بڑی مہربانی ہو۔ کہ اس انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیکر رعایائے ہند کو ہمیشہ کیلئے آرام بخشے۔ میونسپل کمیٹی پوسٹ آفس کی طرح لیکن ناواقف عام سے متعلق ہو۔ اس لئے اس کا انتظام بھی پوسٹ آفس کی طرح ہونا چاہیئے۔ ایک افسر گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو۔ ہر ایک شخص کو اختیار ہو۔ کہ اپنی شکایات بذریعہ پوسٹ کارڈ یا براہ راست پوسٹ آفس کی طرح مقررہ افسر کے پاس بھیجے۔ وہ افسر پوسٹ ماسٹر کی طرح اُن شکایات کو بغور سنے۔ جس سے رعایا کو آرام ملے۔ ان ممبروں نے تو رعایا کو نیم بسمل کر رکھا ہے۔ اگر گورنمنٹ نے چنیدہ ہو تو جواب نہ فرمائی۔ تو ع

کار طفلاں تمام خواہد شد

ہم جانتے ہیں۔ کہ بعض لوگ ہمارے اس صاف بیان سے کشیدہ خاطر ضرور ہونگے۔ لیکن اُن کو چاہیئے۔ کہ بجائے خفا ہونے کے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر معلوم کریں۔ کہ کیا واقعات غلط ہیں؟ کیا ممبران کمیٹی کرسی نشین ہو کر رعایا کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں؟ یا اس شوخ معشوق کی طرح بنجاتے ہیں جسکا عاشق فریاد کرتا ہو کہ

دل بدلداری ربودی و نگیں اُل شہی
من ندانستم کہ اینہا در دل خود داشتی

بخدمت لالہ منشی رام صاحب مالک

مطبع ستارہ ہند پرنٹنگ جالندھر

جناب من آپ کے اشتہار مندرجہ ستارہ ہند پرچہ مورخہ ... کے بموجب میں نے ایک روپیہ بابت قیمت تہذیب الاسلام بذریعہ منی آرڈر بھیجا تھا جس کی رسید میرے پاس ہے۔ اس خیال سے کہ کتاب مذکور حسب وعدہ مجھکو پہنچ جائیگی۔ مگر افسوس کہ جب تمام ملک میں شائع ہو گئی اور میرے پاس نہ

کارخانہ

یہ کارخانہ

قدیم سے

جاری ہے

کرنیے رہ

نا گر تہ

تیل خام

سے نیا ہے

سفید ہو

درد آنکھو

مفید ہے

منیجر کار

ahmadimuslim.de

نہ آئی۔ تو میں نے آپ کو مینیجر صاحب کو لکھا۔ کہ کتاب تمام ملک میں شائع ہو گئی ہے۔ مگر مجھے ابھی تک نہیں آئی جسکا جواب کوئی نہیں آیا۔ پھر میں نے لکھا۔ کہ کتاب مذکور میں نے حکیم فقیر محمد امرتسری کی دوکان سے خرید لی ہے۔ آپ میرا روپیہ واپس بھیجدیں۔ تو کئی دنوں بعد جواب آیا۔ کہ کتاب تمکو تمہارے خط آنے سے پیشتر ہی بھیجی گئی تھی پہنچ گئی ہوگی۔ اسکا جواب میں نے لکھا۔ کہ کتاب مذکور مجھکو نہیں ملی۔ آپ میری قیمت واپس کردیں۔ ورنہ میں ایکدفعہ لالہ منشی رام کو شکگذار کرکے بذریعہ نالش وصول کرونگا اس کا جواب آیا۔ کہ کتاب ہم نے بھیجدی ہے آپ پوسٹماسٹر جنرل کو لکھو کہ میری کتاب کہاں گم ہوئی۔ پھر ساتھ ہی مجھے بھی باوجود سچا ہونیکے سخت سست لفظوں سے اشارہ کیا۔ اب آپ غور کرسکتے ہیں کہ آپ کے مینیجر صاحب کیسی عقل کے مالک ہیں۔ کہ کتاب تو وہ بھیجیں اور پوسٹ ماسٹر جنرل کو میں لکھوں۔ اور انکو اتنی بھی خبر نہیں۔ کہ ایسی شکایات سکے جواب میں پوسٹماسٹر جنرل کے دفتر سے ایک فارم آیا کرتا ہے۔ جسمیں کئی ایک باتونکا سوال ہوتا ہے مثلاً۔ پیکٹ کس نے ڈالا۔ کب ڈالا۔ کس ڈاکخانہ میں ڈالا۔ کتنی قیمت کا تھا۔ ڈالنے والے کا کیا نام ہے؟ وغیرہ وغیرہ کیا ان سوالات کا جواب میں لکھسکتا ہوں۔ یا دینا میرا حق ہے۔ پس مینیجر حسب وعدہ بذریعہ اخبار ہذا آپ کو شکگذار کرتا ہوں۔ اب میں آپکے انصاف کی بھی چندروز انتظار ہی کرتا ہوں۔ نہوا۔ تو نالش کر کے اپنی قیمت وصول کرونگا۔ شکایات معاف۔

ہاں! آپ کی خاطر میں تین صورتیں پیش کرتا ہوں (۱) میری قیمت واپس کردیں۔ (۲) اگر قیمت واپس کرنی دشوار ہو۔ تو دوسری جلد تہذیب الاسلام سب سے پہلے میرے نام بھیجنے کا اپنے دستخطی کارڈ لکھیں اور پختہ وعدہ کریں۔ (۳) نالش +

(نوٹ) واضح رہے۔ کہ اس کا جواب ستیہ دھرم پرچارک۔ یا اخبار اہلحدیث میں دیا جاوے۔ اور مجھکو آپکی صلح پسند طبیعت سے امید ہے۔ کہ اس معاملہ میں طول نہ ڈالیں گے +

(راقم) خاکسار

حافظ وزیر محمد از امرتسر

دیوالی اور کرشن قادیانی

قادیانی مسیح نے جب سے کرشن جی کا روپ بدلا ہے۔ آپکو چیلوں میں ایک غیر معمولی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ گو لفظی معنے سے تو مرزائی بھی ہیں۔ اور بقول خود احمدی بھی۔ مگر صحیح معنے سے انکو کرشن پنتھی کہنا بھی بہت زیبا ہے۔ اس لحاظ سے کہ مرزائی یا احمدی تو پرانے نام ہیں۔ اور پرانے اولڈ فیشن عہدہ سے متعلق ہیں۔ اب جو نیا عہدہ کا چارج لیا ہے۔ اس کی رو سے بہت زیبا ہے۔ کہ اس گروہ کو کرشن پنتھی ہی کہا جائے۔ غالباً مرزا اور مرزائیوں سکے برا ماننے کی کوئی بات نہیں علاوہ انہیں اس ذریعہ سے آپکا عروج معراج بھی ترقی کرسکتا ہے کیونکہ کرشن جی بقول ہندوان ایشور کے اوتار تھے۔ تو بس چند دنوں تک یہ عہدہ بھی آپکو مل جائیگا جسکی آپکو مدت سے تمنا ہے ؎

پار پار امسال دعویٰ رسالت کردہ است
سال دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

اسی لئے قادیانی اخباروں میں دیوالی کے احیا کی کوشش کی گئی ہے۔ اخبار البدر قادیان مورخہ یکم دسمبر ۱۹۰۳ء میں ایک مضمون مندرجہ ذیل نکلا ہے۔ جسکو ہم اونہی الفاظ میں نقل کرتے ہیں:۔

چونکہ ہمارے مرشد و مولا حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کرشن اوتار ہیں۔ اور اس لئے اب ہمیں اپنے سناتن دہرم بھائیوں سے ملن میں تعلقات بڑھنے کی امید ہے۔ لہٰذا آج کے تیوہار دیوالی کی نسبت ذیل کا ریمارک غیر مناسب نہ ہوگا۔ عام روایت جو مذہبی عقیدہ کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ یہ ہو کہ نیکی اور فرض شناسی کے اوتار مہاراجہ رامچندر جی مہاراج کی واپسی اجودھیا کیوقت جب آپ لنکا سے بحیثیت فاتح اعظم کے مراجعت فرما ہوئے تھے۔ تمام رعایا نے اظہار خلوص و مسرت میں اپنے گھروں میں چراغاں کی تھی۔ اور دیوالی اسی با برکت تقریب کی ایک مسرت آمیز یادگار ہے۔ قطع نظر روایت بالا سے برادران ہنود کو خیالات روحانی کی سیری کا دل خوش کن ذریعہ ہو۔ عمل صورت اس تیاری کی ہو۔

کہ ہر ایک ہندو وبالخصوص ہندو دوکاندار دیوالی کے روز اپنا سال بھر کا حساب پڑتال اور صاف کرتا ہے۔ اور نہ صرف دوکان بلکہ گھر کی بھی صفائی اور آرائش اور زیب و زینت کرنا اپنا فرض مذہبی سمجھتا ہے۔ اس عملی صورت کے نیچے پھر ایک اور خیالی رو کام کر رہی ہے۔ وہ یہ کہ ہندو کا خیال ہے۔ کہ دیوالی کے روز لچھمی دیوی اوتار لیتی ہے اور اس دوکان یا گھر میں جو نہایت پاکیزہ صاف اور آراستہ ہو۔ نواس کرتی ہے۔ بغور دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مذکورہ بالا اعتقاد اعلیٰ درجہ کی دور اندیشی پر مبنی ہے۔ اور ہندو قوم کو حساب کی صفائی یا مکانات کی آراستگی و پاکیزگی پر توجہ کرنے کا بہترین ذریعہ ان حالات میں جو خیالات دیوالی منانے کی تحریک کرتے ہیں۔ وہ واجب التعظیم ہیں۔ اگر دیوالی کا مقصد یہ ہے۔ کہ راجہ رامچندر جی کی فتح عالم کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے۔ تو بھی مناسب ہے۔ کیونکہ اس سے ایک مہا صفت موصوف بزرگ کا تصور ہماری دماغی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ اور اگر اس کا منشا یہ ہے۔ کہ ہندو قوم کو حساب اور مکانات کی صفائی کا عملی سبق دیا جاوے۔ تو بھی مناسب ہے۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں ایک شائستہ قوم کی زندگی کا ضروری جزو سمجھی گئی ہیں۔ لیکن آجکل دیوالی کے دن کیا ہوتا ہے۔ دیوالی سے کئی روز پہلے ہی ایسی دیوانگی پھیل جاتی ہے۔ کہ بڑے بڑے عقلمند تعلیمیافتہ ہندو دن رات جوئے میں غرق رہتے ہیں۔ اور خاص دیوالی کے دن تو وہ زور ہوتا ہے۔ کہ جوا کھیلنا نہیں بلکہ جوا نہ کھیلنا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اور گناہ بھی شخصی نہیں۔ بلکہ قومی آج ہندو میں دیوالی کی قماربازی تو یہاں تک مقبول عام ہے۔ کہ جو شخص اس روز قماربازی کا مرتکب نہ ہو۔ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اگلے جنم میں اُسے مینڈک کی جون بھگتنی پڑیگی۔ یہ نشانیاں ایک زندہ قوم کی نہیں ہیں۔ جس قوم میں دیوالی کے دن والدین خود اپنی اولاد کو قماربازی کی اجازت اور ترغیب دیتے ہیں۔ وہ قوم شائستہ نہیں کہی جا سکتی افسوس! ہندو قوم کیوں گر گئی ہے۔ مگر ایک ہندوؤں پر کیا موقوف ہے۔ دیوالی میں مسلمان بھی اپنی ہمسایہ قوم کی دیکھا دیکھی جوا کھیلتے مالی نقصان اٹھاتے اور اپنی شرع مقدس کی نافرمانبرداری کرتے ہیں۔ قادیانی اخباروں کی اس کوشش سے ہمیں امید بندھتی ہے۔ کہ اس سال اگر نہیں تو آئندہ سال دیوالی کے تیوہار کی برکت حاصل کر کے اسکو عملی صورت اختیار کرینگے

چشم ما روشن و دل ما شاد

رد الہذیان

نامہ نگار (اپنی تحریروں کی خود تقطیع و آزمائش)

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے؟ بھلا آفتاب کا

اخبار پرچارک امرتسر مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۳ء میں ایک شخص (مصلح الاسلام دہلوی از مقام کتھوا انگلہ ضلع بدایوں) نے ایک ورق اخبار کا غلط اپنی نامہ اعمال کے سیاہ کیا ہے۔ اور اسلام سے تنفر کے جو اسباب لکھے ہیں۔ اس سے اس کی تحقیق کا ناظرین اندازہ کر سکیں گے۔ یعنی کوئی اعتراض قرآن حدیث پر نہیں کیا۔ بلکہ بیہودہ ہذیان بکا ہے۔ اس پر لطف یہ ہے۔ کہ اس ناتحقیق نے اپنی تحریر کے سرنامہ پر (ایک محقق) لکھا ہے چو بکمد مرغ گو را حافظہ نباشد۔ چند سطور کے بعد لکھا ہے کہ میں نے سوائے خواہشات نفسانی کے کچھ نہیں سیکھا۔ پر بھلا ایسے تیرہ درون کو اسلام سے کیا فیض پہنچ سکتا ہے؟ میں اس کی ہذیانات کو ذیل میں مع جواب کے لکھتا ہوں۔ ناظرین باانصاف اس کو ملاحظہ سے بہت ہی محظوظ ہوں گے۔

قال:۔ پہلے تو اپنی مستی میں آکر اپنا دین (ہندو مذہب) کھو بیٹھا۔

اقول:۔ جب ہی تو آپ آریہ مذہب کو پسند فرماتے ہیں۔ جسمیں الطفاً مستی کا پورا پورا بندوبست ہے۔ وہ کیا؟ نیوگ۔ اگر آپ کتب دینیہ اسلام ملاحظہ فرماتے۔ تو کبھی بھی اسلام کے ترک کرنیکا قصد نہ کرتے۔ چونکہ خواہشات نفسانیہ نے آپکو تحقیق مذہبی سے بالکل کورا رکھا ہے۔ تو آپ جو مذہب چاہیں اختیار کریں۔

قال:۔ ان لوگوں (مسلمانوں) کو یہ بات کہدینی ایک معمولی بات ہو کہ ارے میاں ملا صاحب آج ہمارے لڑکے سے یہ کہتے تھے۔ کہ یہ لڑکا مجھ کو بہت ہی پیارا لگتا ہے

ahmadimuslim.de

اقول :۔ اجی محقق صاحب اس اعتراض کو دین اسلام سے کیا علاقہ ؟ کیا یہ کہنا کوئی مذہبی بات ہے۔ دوسرے جو بچہ بزرگونکا ادب کرے ۔ شریعت محمدیہ پر چلتا ہو ۔ لہو و لعب سے بچتا ہو (آپکو معاف ہے) تو بھلا مسلمانو کو کیوں نہ پیارا لگیگا ۔ آپ اپنے عیب پر قیاس نفرماویں ۔ کہ جیسے آپ پیارے معلوم ہوتے تھے ۔ واللہ اسلام ایسے پر صد ہزار لعنت کرتا ہے۔

قال :۔ ایک ماہ ہم میرے حوالہ ہو گئی۔

اقول :۔ ہم اک سے کر شرم وحیا یہ ہے طریق مصطفےٰ
بے شرم کا مرنا بھلا گو راس کی پردہ دار ہے

آپکو اختیار ہے۔ اپنی منکوحہ کو جا ہے ۔ ماہ رو تحریر فرماؤ ۔ سیاہ بزاد لکھئیے ۔ مسلمان باایمان تو ایسے نامعقول الفاظ لکھنا نہایت بیحیائی سمجھتے ہیں ۔ آپ تو آریہ مت کے دلدادہ ہیں جسمیں نیوگ جیسا ناپاک مسئلہ بڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش بمنزلہ رگوید منڈل ۔ اسکت نمبر ۱ کی تحریر فرماتے ہیں :۔ کہ جب شوہر اولاد جنانے کے قابل نہ رہے ۔ تب اپنی جورو کو حکم دے ۔ کہ بھاگوان اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو میرے سوا دوسرے مرد کی درخواست کر ۔ اب میرے اولاد ہونیکی آرزو مت رکھ ۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ منکوحہ عورت اگر اسکا شوہر دھرم کیلئے سفر میں گیا ہو ۔ تو آٹھ برس علم و فن حاصل کرنے گیا ہو تو چھ سال ۔ زر بیہ کمانے کیلئے گیا ہو ۔ تو تین سال تک انتظار کرکے اس مدت تک خاوند نہ رہے ۔ تو اولاد کی خاطر نیوگ کرلے ۔ جب شوہر سفر سے آئے ۔ تب نیوگی سے تعلق کٹ جائیگا) ۔ پھر بھلا آپکو شرم کیوں آنے لگی ۔ وہاں تو ہر آریہ کی عورت کو آپت کال میں حصول اولاد کیواسطے دس مرد تک پاس سونیکی اجازت ہے ۔

قال :۔ دین اسلام میں ایک مسئلہ طلاق کا اس کام کیلئے بہت اچھا ہے لیکن مجھ میں پھر بھی اپنے پالنے زرگوں (ہندوؤں) کا کچھ خوف باقی ہے جسکی وجہ سے میں اسکو دھوکا دینا نہیں چاہتا :۔

اقول :۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ ؟

اسلام کے جمیع مسائل عمدہ اور بہترین ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ آپ نے کوئی اعتراض قرآن و حدیث پر نہیں کیا ۔ اور طلاق اسلام میں عورت کو اس وقت دی جاتی ہے ۔ کہ جب وہ شوہر کی فرماں برداری نہ کرے اور شوہر اسکی بدزبانی کی برداشت سے عاجز آجاوے ۔ تو طلاق دیدے ؎

تکلیف کا سبب ہو اگر کوئی استری
جو دن رات تنگ کرتی ہو وہ اپنے مرد کو
آپس میں ہو گئی ہو بڑی نا موافقت
کیونکر کریں خیال جو مرد اسکو چھوڑ دے
ناراض اس سے ہوئے خداوند کبریا
حکمت سے خالی ہو تا نہ فعل حکیم ہے
بیشک ۔ وہ سنگدل ہے بڑا اور سخت گیر
وہ سنگدل نہیں ہے جو اس تنگ حال میں
عورت کو تنگ حال میں رکھنا بڑا ہے ظلم
رکھ و مخالفت میں جو پاس اپنے استری
پیر بھی اس میں پڑھ کو کہیں ہے طلاق کے
بیشک طلاق ایک مصیبت عظیم ہے
بے رحم و سنگدل ہے نہ دیوے اگر طلاق
لازم یہی ہے کہ جب عورت کو دو طلاق
ہے واسطے ملاپ کے حق نے کہا نکاح ۔
جائز ہے عقل و نقل سے دینا طلاق کا

اسکو جس سے مرد کو کوئی دکھ کو سوا نہیں
اور جس بلنچہ وہتی اُسے مطلقا نہیں
اک دوسرے کو دیکھنے تک چاہتا نہیں
جبکہ بغیر چھوٹتی اس سے بلا نہیں
بڑے بڑے حکیم جس سے کوئی دوسرا نہیں
سمجھو کہ پھر طلاق کا دینا برا نہیں ۔
اس نا موافقت میں جو ہوتا بھلا نہیں
عورت کو رہتی دنیا سدا ابتلا نہیں ۔
کیسا نا موافقت میں اسے چھوڑتا نہیں
جسمیں کہ زندگی کا کسی کو مزا نہیں ۔
اس سے طلاق دینا بھلا ہے برا نہیں ۔
پر تنگ حال رکھنے سے بڑھکر دغا نہیں
عورت کو تنگ حال تو رکھنا روا نہیں
اسکے سوا تو عقل کا کچھ اقتضا نہیں ۔
بڑھکر کوئی بھی اس سے وگرنہ بلا نہیں

نادان اور ضدی ہے جو مانتا نہیں

قال :۔ شروع میں سوائے خواہشات نفسانی اور میں کچھ نہیں سیکھا ۔

اقول :۔ انہی خواہشات نفسانی کا اثر ہے کہ آپ آریہ مذہب کو پسند فرماتے ہیں ۔ اگر آپکو اسلام مس ہوتا اور قرآن کا نور آپ کے دل پر اثر کرتا ۔ تو بھوکے مرجاتے ۔ مگر ملتکو آریہ سماج میں نہ جاتے جسمیں ایک عورت کا اولاد حاصل کرنے کیواسطے دس مردوں کو پاس سونا جائز ہے ؎

ہائے اے آریو سلاتے ہو پاس غیروں کے اپنی عورت کو
آپ چپ چاپ بیٹھکر دیکھو آریو ! دل میں غور سے سوچو
شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
غیر سے ڈالی اپنی عزت ہوگ اہل غیرت کے واسطے ہے سوگ
سچ تو یہ ہے کہ سب جہاں کے لوگ جسکو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ
ناک کے کاٹنے کو آری ہے

ahmadiyyamuslim.de

قال: دنیوی مال اڑانے کو اس سے بڑھ کر دوسرا مذہب نہیں۔

اقول: لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اگر سچے ہو۔ تو کہو آمین۔ اسلام دنیوی مال اڑانے کو ہرگز ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ ان باتوں کی جیسا یہ مذہب (اسلام) مخالفت کرتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ چنانچہ فرمایا اللہ پاک نے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

قال: ہندوؤں کے طریق کو دیکھو۔ جنکو مذہب میں ہزاروں عیب و نقص سے دکھلائی پڑتے ہیں۔

اقول: حبک الشئی یعمی و یصم۔ کیوں صاحب! ہندوؤں کو مذہب میں ہزاروں عیب و نقص سے آپکو دکھلائی پڑتے ہیں۔ اور مذہب آریہ کا بڑا بھیکا (جو نیوگ وغیرہ سے مسائل ڈال دیا ہے) کیوں نظر نہیں آیا یہی وہی سبب ہے۔ جو اوپر لکھا گیا۔ کہ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ اجی محقق صاحب! میں آپ سے سچی عرض کرتا ہوں۔ کہ آپکے مذہب کے نیوگ وغیرہ مسائل پر نہ صرف مسلمان بلکہ ذلیل اقوام ہنستی ہیں

قال: گروہ اسلام کے چھکے چھوٹ گئے

اقول: یہ غلط ہے آپ کی گوزشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی مولوی ثناء اللہ صاحب کی پرزور تقریر سے آریہ صاحب جیسے عاجز ہوئے۔ وہ اظہر من الشمس ہے بقول آنکہ ؎

مذہب اسلام کچھ ایسا نہیں | معترض جسپہ ہر مرد کمیں۔
یہ وہ مذہب ہے کہ جس کی ہر ادا | کہہ رہی ہے منشا میں ہوں از خدا

قال: آپ لوگوں میں کوئی بھی سنسکرت نہیں جانتا۔

اقول: محقق صاحب ڈرو اللہ سے اور جھوٹ بولنے سے توبہ کرو۔ اللہ فرماتا ہے۔ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون۔ ترجمہ:۔ جھوٹ بات وہی لوگ بناتے ہیں۔ جو ایمان نہیں رکھتے۔ خیر اور بڑے بڑے بورا و مذہب آریہ سے آپ واقف شاید نہ ہوں۔ مگر مولوی ابو رحمت عمر صاحب کو تو آپ ضرور واقف ہونگے۔ جو سنسکرت بہت اچھی جانتے ہیں۔ جن کی کتاب تنبیہ الکذبین ہے۔

قال: ان کا وید گو خدا کی کتاب مت مانو۔ تاہم انہیں خدائی اصول ہیں

اقول: ؎ گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد
وائے گر از پس امروز بود فردائے

اگر اپنی منکوحہ بی بی کا دس مردوں کے پاس حصول اولاد کیواسطے سلانا خدائی اصول ہے۔ تو ہمارا ایسے خدائی اصول کو سلام ہے۔ اسی خدائی اصول کی تعریف میں آپکے مقتدا آتما رام صاحب اپنے رسالہ نیوگ میں تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ

"ایک مرد جس کے پاس ویریہ کا خزانہ بہت موجود ہے۔ وہ کیوں ٹکا رہنے دے۔ اور کیوں نہ متفرق استریوں پر دان کرے بڑی یہ ہے دان جو آریوں کی ابتدائی تہذیب کی کان شائستگی کی شان ہے۔ جسپر ہزار بلکہ صد ہزار ...... ہے:۔

قال: میں تو اپنی پیاری بی بی کے ساتھ ظاہری مسلمان رہونگا دل تو کافر ہو ہی گیا ہے۔

اقول: ناظرین منصفین سمجھ لیں۔ کہ ایسے زن مرید کا کیا ٹھیک ہے۔ جو خواہش نفسانی میں پھنسا ہو۔ وہ جو چاہے کرے۔ تھوڑا ہے میں تو خیال کرتا ہوں کہ نیوگ کا مسئلہ آپکو آریہ بناتا ہے۔ اسلام کو آپ کے الحاد سے کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

راقم: حبیب الرحمن خاں از علیگڈھ

غزل

طبعزاد مولوی ابوالحامد سید محمد فرخ سیر صاحب آزاد مانوی یکے از قدردانِ اخبار ہذا

آرزو دل میں ہے ثنا کیلئے
فیض جاری رہے قیامت تک
ہے اڈیٹر وہ ایک ہے جا کا
کیا صفت ہو ادا تری اللہ
خوب اچھا ترا ہے یہ اخبار
کبھی جھگڑا الوہی کی ہے تردید
خیر سے اختتام سال ہوا
نہیں پڑھتے لیتے ہیں افسوس
کبھی تاریخ بیٹھ لے آزاد

یا کسی چیز کی دعا کے لئے
ہے دعا یہ تو ابوالوفا کیلئے
جسکو جاری کیا خدا کے لئے
بجز ہے لبیں تری ثنا کیلئے
کیسا بہتر ہے تیرا کے لئے
کیسی ہے یہ تو آریا کے لئے
ہے سفر اور حجاب کے لئے
ہے۔ اخبار با وفا کیلئے
خوب بہتر ہے یہ ہزار کے لئے

ahmadimuslim.de